حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی مدظلہ العالی!

قسط نمبر ۳۲

دوام حدیث

ایک اسلام

آگے ایک مسئلہ لکھتے ہیں:

حدیث کا علم الآداب:

«عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا سلم سلم ثلاثا واذا تکلم بکلمة اعادھا ثلاثا»

”انس کہتے ہیں کہ حضور کی یہ عادت تھی کہ وہ تین مرتبہ سلام کہتے اور ہر بات کو تین بار دہراتے۔“

(بخاری)

الجواب:

اس جگہ سلام سے مراد وہ سلام ہے جو کسی مکان کے دروازے پر جا کر کیا جاتا ہے (یعنی کسی شخص کو مکان سے باہر بلانا ہو تو سلام کہو، اگر جواب نہ ملے تو پھر تین بار تک کہو، اس پر بھی جواب نہ آئے تو واپس چلے آؤ) جیسا کہ دوسری احادیث سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

اور تکرار اس کلمہ کا کرتے جس کی تاکید مقصود ہوتی یا خطرہ ہوتا کہ ذہن سے کہیں اتر نہ جائے۔ اس سے مقصد شریعت کی حفاظت تھی۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر کلام تین تین بار کرتے۔ کیونکہ اس حدیث کے پیچھے یہ لفظ ہیں: «حتیٰ تفہم»، تاکہ کلمہ ذہن نشین ہو جائے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر کلام تین بار نہیں کہتے تھے۔

اس سے آگے ایک حدیث حذیفہؓ کی نقل کرتے ہیں:

"حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کھاد کے ایک ڈھیر کے قریب آئے اور میرے سامنے کھڑے ہو کر پیشاب کیا"

اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں کھاد کا ڈھیر تھا وہاں پاس دیوار تھی اور حذیفہ کو اپنے پاس پشت کی جانب منہ پھرا کر کھڑا کر دیا کہ کوئی نہ دیکھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؐ کے گھٹنے میں درد تھا جیسا کہ سنن بیہقی میں ہے۔ آپؐ وہاں بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ عذر کے وقت ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

آگے ایک اور حدیث:

حدیث کا علم الزلزال:

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھتز عرش الرحمٰن لموت سعد بن معاذ"

"آنحضرت فرماتے ہیں کہ سعد بن معاذ کی موت پر خدائی تخت کانپنے لگ گیا تھا۔ سعد کی موت پر عرش کیسے ہل گیا؟"

اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے آسمان و زمین روتے ہیں، اسی طرح عرش بھی ہل گیا۔ قرآن مجید میں ہے:

"فما بکت علیھم السماء والارض"

کہ "فرعون اور اس کے لشکر کے غرق ہونے پر آسمان و زمین نہ روئے"

یہ تو ایک محاورہ ہے کہ فلاں کی موت پر دنیا ہل گئی، یعنی اس کی موت مسلمانوں کیلئے ایک بڑا صدمہ تھا۔ یا یہ مطلب ہے کہ عالم بالا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، فرشتوں نے اس کا استقبال کیا۔ قرآن مجید میں ہے:

"تکاد السمٰوٰت یتفطرن من فوقھن" (آسمان قریب ہیں کہ اوپر سے پھٹ پڑیں)

اگر عرش کے ہلنے کو حقیقت پر محمول کیا جائے تو اس میں کیا استحالہ ہے؟ ———

"زلزال" کا تعلق زمین سے ہے نہ کہ عرش سے!

حدیث کا علم الالسنہ:

"حضور نے فرمایا کہ قرآن سات زبانوں میں اتارا گیا ہے۔ اس پر اعتراض یہ ہے کہ وہ باقی زبانیں کہاں گئیں؟ پھر ایک مضمون کو ایک ہی فقرے میں ادا کیا جائے تو اسے یاد کرنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن یہ حدیث کچھ اور ہی بتاتی ہے۔ آنحضرتؐ سے جبریل نے کہا کہ قرآن صرف ایک زبان میں پڑھا کریں، آپ نے فرمایا کہ یہ چیز میری امت کی طاقت سے باہر ہے"

الجواب:

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن سات حروف پر اترا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن تو قریش کی زبان پر اترا ہے مگر دوسرے قبائل بھی قرآن کے حروف کو اپنی لغت میں پڑھ سکتے ہیں ۔ زیادہ مشہور لغات اس وقت سات تھیں ۔ یہ شروع میں آسانی کیلئے تھا ۔ جیسا کہ پنجابی زبان ایک ہے مگر ملتان، شاہ پور اور لاہور کی زبان میں فرق ہے ۔ مگر یہ فرق کلی نہیں تھوڑا تھوڑا ہے ۔ قرآن تو ایک ہی زبان میں نازل ہوا مگر زبانوں میں پڑھنے کی رخصت جبریل لے کر آئے ۔

اگر مضمون کو ایک فقرہ میں ادا کیا جائے تو وہی فقرہ دوسرے شہر کی زبان پر نہ چڑھتا اور اگر اسکو اپنے شہر کی زبان میں پڑھنے کی اجازت دی جائے تو اس کو ایک گونہ آسانی ہوتی ہے ۔

ایک اور حدیث سنیئے :

حدیث کا علم النباتات :

"جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک درخت تھا جس کے پاس کھڑے ہو کر حضور وعظ فرمایا کرتے تھے ۔ پھر جس روز منبر تیار ہو گیا اور آپ منبر پر چڑھ کر وعظ کہنے لگے تو اس درخت نے رونا شروع کر دیا ۔ اس کے نوحوں کی صدا اس اونٹنی کی طرح تھی جس کا بچہ مر جائے ۔ ہم یہ صدا سن رہے تھے ۔ حضور منبر سے اترے ، اس درخت پر ہاتھ پھیرا اور وہ چپ ہو گیا ۔"

اگر آپ کہیں کہ یہ معجزہ تھا تو پھر رسول نے کفار کو معجزہ دکھانے سے کیوں انکار کیا تھا ؟

"ھل کنت الا بشرا رسولاً " میں ایک انسان ہوں جس کا کام اللہ کا پیغام پہنچانا تھا نہ کہ معجزہ دکھانا ، اور مسلمانوں کے سامنے معجزہ دکھانے کی کیا ضرورت تھی وہ تو پہلے ہی ایمان لا چکے تھے ؟

الجواب: اس اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ درخت کا رونا عادت نہیں ۔ اگر درخت رو دیا تھا تو مکہ کے درخت کیوں نہیں رو دیئے ؟

۲ ۔ مسلمانوں کو معجزہ دکھانے کی کیا ضرورت تھی ؟

۳ ۔ کفار کو معجزہ دکھانے سے کیوں انکار کیا ؟

شبہ اول کا جواب یہ ہے کہ رونا خرق عادت تھا ۔ جیسے قرآن مجید میں ہے :

"فالقیٰ موسیٰ عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین "

" موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی ڈالی تو ظاہری طور پر اژدہا بن گیا "

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فراق پر ممکن ہے، سب درخت رو گئے ہوں مگر لوگوں

کو یہ رونا سنائی نہ دیتا ہو۔ جب اللہ نے چاہا تو سنا دیا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو کوئی چیز روئے اور جب چاہے نہ روئے۔

"فما بکت علیہم السماء والارض" (ان پر آسمان و زمین نہ روئے) یعنی دوسروں پر روتے ہیں۔

دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ رونا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس لئے دکھایا کہ ان کو طمانیت حاصل ہو جیسا کہ نزولِ مائدہ کی وجہ بیان کی ہے:

"نرید ان نأکل منہا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیہا من الشاہدین"

"دسترخوان کے اترنے کی درخواست اس لئے کرتے ہیں کہ ہم اس سے کھائیں، ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم کو یقین ہو جائے کہ تو نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم گواہ بن جائیں"

تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ معجزہ (قرآنِ مجید) کفار کو دکھایا گیا تھا۔ وہ محض ضد کی بنا پر خاص خاص معجزے طلب کرتے تھے جس کے جواب میں یہ کہا گیا:

"سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا"

"میرا رب (اس عیب سے کہ معجزہ نہ دکھا سکے) پاک ہے (مگر) میں تو صرف بشر رسول ہوں) یعنی مجھے طاقت نہیں کہ کوئی مطالبہ بذاتِ خود پورا کر دوں)

(بقیہ (آخری قسط) آئندہ ان شاء اللہ)

سالانہ زرِ تعاون کے خاتمہ کی اطلاع خریداروں کو ایک ماہ قبل دے دی جاتی ہے اور آئندہ شمارہ بذریعہ وی پی روانہ کرنے سے قبل ان کیلئے بہت کافی وقت ہوتا ہے کہ وہ اپنا زرِ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیں یا دس پیسے کا کارڈ روانہ کر کے دفتر کو مطلع کر سکیں کہ وہ آئندہ خریداری جاری نہیں رکھنا چاہتے۔ لیکن اس کے باوجود بعض حضرات بڑے اطمینان سے وی پی واپس کر دیتے ہیں۔ ایک ایسے پرچہ کے ساتھ، جس کو محض دینی خدمت سمجھ کر چلاتے کیلئے ہمیں فائدہ کی بجائے ہر ماہ ایک ہزار روپیہ کا خسارہ برداشت کرنا پڑتا ہے، ان کا یہ رویہ انتہائی نامناسب ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے اس رویہ کے باعث دینی خدمت کا یہ سلسلہ خدانخواستہ رک جائے۔ اور اس کا بارِ گناہ ایسے لوگوں کی گردن پر ہوگا جو ادارہ کو صرف اپنے تساہل کی وجہ سے نقصان پہنچاتے ہیں۔

علاوہ ازیں ایسے اصحاب جن کو پرچہ اعزازی روانہ کیا جاتا ہے، اسے اپنا مستقل حق تصور نہ کر لیں۔ ادارہ نے اگر انکو سالہا سال تک مفت دینی لٹریچر مہیا کیا ہے تو اب انہیں بھی ادارہ سے تعاون کرنا چاہیئے۔ جہاں تک ادارہ کی دینی خدمت میں مسلسل کوشش کا تعلق ہے، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ قیمتوں میں تین گنا اضافہ اور دیگر مالی پریشانیوں کے باوجود